إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

"تحقیق دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے"

کتاب

جمال المسائل

مُصنّف

علامہ حافظ عبد الحلیم خطیب جامع مسجد حیات النبی چکوال

ناشر

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک چکوال

نام کتاب ———— جمال المسائل

مصنف ———— مولانا عبدالحلیم خطیب جامع مسجد حیات النبی چکوال

بار ———— اوّل

تعداد ———— ۱۰۰۰

طابع ———— احمد حسن واسطی

مطبع ———— گلستان پریس جناح مارکیٹ سرگودھا

قیمت ۱۲ روپے صرف

انتساب

میں اس تالیف کو جناب حضرت علامہ الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب سجادہ نشین للہ شریف سے منسوب کرنے کی سعادت کرتا ہوں۔

ع ایہہ چشمہ فیض دائم رکھ خدایا

ہے جس تھیں فیض لوکاں عام پایا

(حافظ عبدالحلیم)

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

تعارف

میرے عزیز حافظ عبد الحلیم صاحب نے زیر بحث مسائل کی عمدہ وضاحت کے بعد سیر حاصل روشنی پائی ہے کوشش کی گئی ہے کہ حتی الامکان کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہ رہے قرآن و سنت کے دلائل سے اس کتابچہ کو مزین کر دیا گیا ہے بزرگانِ دین کے اقوال و اعمال سے بھی خوشہ چینی کی گئی ہے تاکہ پاکانِ امت کی حیاتِ طیبہ کا نمونہ بھی پیش نظر رہے اللہ تعالےٰ ان کی سعی و محنت کو مقبولیت سے سرفراز فرمائے آمین .

حافظ عبد الحلیم صاحب کی شخصیت اہل علاقہ و چکوال کے لئے محتاج تعارف نہیں مختصر یہ کہ حفظِ قرآن کے بعد درس نظامی میں سند فراغت حاصل کی اور اپنے افاضل اساتذہ کرام سے دادِ تحسین وصول کیا ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد رشد و ہدایت اشاعتِ علوم اور درس و تدریس کو اپنا شعار بنا کر اپنی مستعار زندگی خدمتِ دینی کے لئے وقف کر دی ان کا ادارہ اپنے اندر گوناگوں اوصافِ حمیدہ لئے ہوئے ہے . شب و روز قرآن پاک کی گونج سنائی

اظہارِ خیال

محترم مولانا عبدالحلیم صاحب کی پیشِ نظر تالیف ایک انتہائی مفید اور مؤثر کاوش ہے مولانا ئے موصوف نے ازراہِ عنایت اس کا مسوّدہ مطالعہ کے لئے مجھے عنایت فرمایا تو عنوانات دیکھ کر مجھے خیال گزرا کہ یہ موضوعات ایسے ہیں جن پر ازراہِ ثواب بھی اور از راہِ ضرورت بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مزید کچھ لکھنا تحصیلِ حاصل کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا.

لیکن جیسے جیسے میں مطالعہ کرتا چلا گیا تحریر کا انداز اور مسائل کی ترتیب دل و دماغ کو مسحور کرتی چلی گئی اور میرا خیال وہم باطل میں تبدیل ہوتا چلا گیا. نماز کی اہمیت فاضل مؤلف نے بہت ہی مؤثر انداز میں اجاگر کی ہے.

؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

مولانا عبدالحلیم صاحب موضع کھوکھر زیر کے رہنے والے ہیں تعلیم چکوال کی ایک قدیم دینی درسگاہ اشاعت العلوم میں حاصل کی ادارے کے ناظم جناب مولانا حافظ غلام ربانی صاحب مدظلہٗ کے فیضِ صحبت نے موصوف کو دین کے لئے اخلاص، اخلاق اور دردار زانی فرمایا. جناب ناظم صاحب نے جناب عبدالحلیم صاحب

دیتی ہے یہاں قرآن پاک کی تعلیم بڑے اہتمام سے دی جاتی ہے. دور نزدیک والے طلباء علم سے بہرہ ور ہوتے ہیں سند فراغت کے بعد یہی حضرات جذبہ ایمان سے مالا مال اور ذوقِ دین سے سرشار ہو کر اپنے دین و مسلک کے لئے مہر و ماہ ہو کر چمکتے ہیں کئی بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہِ راست پر لانے کا سبب بنتے ہیں. ایک طالبِ حق کا مقصدِ حیات یہی ہونا چاہیئے کہ مقصود یقین متعیّن کرے ہر مادی خواہش کو اپنے مولیٰ کی مرضی پر قربان کرتے ہوئے اپنی زندگی کا مقصد وحید صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کی رضا بنالے. ؎

؎ میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

والسّلام

محمد مطلوب الرسول
للہ شریف

کو چکوال کے ہی ایک محلے دلائن پارک ہیں ایک مسجد میں بطور خطیب متعین فرمایا جہاں موصوف ایک عرصے سے خدماتِ دین سرانجام دے رہے ہیں آپ نے ایک دینی مدرسہ بھی اُسی مسجد سے متصل قائم فرمایا ہے جہاں سے بیسیوں طلباء قرآنی تعلیمات سے مالا مال ہو کر اجازت تدریسی حاصل کرتے ہیں، آپ کی مسجد میں متعدد محافل کے انعقاد کے علاوہ ایک شاندار سالانہ جلسہ بھی منعقد ہوتا ہے جس میں ملک کے نامور نعت خواں اور علماء مقررین حصہ لیتے ہیں جس کی صدارت مولانا عبدالحلیم صاحب کے پیرو مرشد حضرت علامہ الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب نقشبندی سجادہ نشین للہ شریف فرمایا کرتے ہیں اگر یہ کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مولٰنا عبدالحلیم صاحب کا تعلق ایک غیر علمی اور زمیندار خانوادے سے ہونے کے باوجود علماء کی صف میں ایک قابلِ لحاظ مقام و مرتبہ حاصل کر لینا یہ فیضِ نظر ہے آپ کے مرشد گرامی قدر کا

؎ یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

اللہ سے دعا ہے کہ مؤلف موصوف کو علم و عمل زیادہ سے زیادہ سوخ استقامت اور ملکہ حاصل ہو اور آپ وقت کی اہم دینی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش فرماتے رہیں۔

؏ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(ناچیز:- قاری عبیداللہ ہاشمی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِی نَصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نماز کی اہمیّت و فرضیّت

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط ترجمہ:- نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو (القرآن)

نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو تمام حقوق ظاہری اور باطنی کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کے ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنتِ نبوی کے مطابق تمام ارکان بجا لائے جائیں اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ تو خضوع و خشوع میں ڈوبا ہوا ہو اور احسان کی کیفیّت طاری ہو یعنی تو محسوس کر رہا ہو کہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ گویا تو اپنے معبود کو دیکھ رہا ہے ورنہ کم از کم اتنا ضرور ہو کہ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ کہ تیرا رب تجھے دیکھ رہا ہے اس ذوق و شوق سے ادا کی ہوئی وہ نماز ہے جسے دین کا ستون اور مومن کی معراج فرمایا گیا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا ۝

ترجمہ:- اور وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے

اور زکوٰۃ ادا کرتے کا اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ
تھے (القرآن)

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ انسان کو تبلیغ کا آغاز گھر والوں
سے کرنا چاہیئے حضور نبی مکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی
حکم ملا کہ اے محبوب پہلے اپنے رشتہ داروں کو عذابِ الٰہی سے
ڈرایئے دوسری جگہ ہے اے مسلمانوں اپنے اہلِ خانہ کو آتشِ
جہنم سے بچاؤ۔

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط

ترجمہ:۔ اور حکم دیجئے اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی
پابند رہیئے۔ (القرآن)

نماز خزائن رحمت کی کلید ہے جب انسان اللہ کی بارگاہ اقدس
میں حاضر ہوتا ہے تو باری تعالےٰ اس پر رحمت کے دروازے
کھول دیتے ہیں اس کی طبیعت میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور
اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اگر ہم اس حقیقت کو ذہن نشین
کرلیں کہ نماز سے رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں ابرِ کرم آکر برستا
ہے مصیبتوں کے سیلاب کے سامنے بند باندھے جاتے ہیں جہنم کی
آگ سے نجات ملتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے
تو زندگی کے یہ قیمتی لمحات ہرگز ذکرِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ سے محروم نہ
رکھیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلَمٌ وَ عَلَمُ الْاِيْمَانِ الصَّلٰوةُ (منیتہ المصلی)

ترجمہ:۔ ہر چیز کی علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک آدمی سے ایک گناہ ہو گیا
بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی اس پر یہ حکم نازل ہوا۔ نماز قائم کرو
دن کے کناروں اور رات کے کچھ حصہ میں بیشک نیکیاں گناہوں کو
دور کرتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے مذکورہ آدمی
نے اپنا گناہ معاف ہوتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا یہ
مغفرت میرے لئے خاص ہے فرمایا نہیں بلکہ میری ساری اُمت
کے لئے ہے (حوالہ)

معلوم ہوا اگر آدمی سے گناہ ہو جائے اور اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو
کر صدقِ دل سے توبہ کرے اللہ تعالےٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے
ہیں اور سینے کو منور فرما دیتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ
مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا
لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذَالِكَ مِثْلُ الصَّلٰوةِ
الخمس يمحو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا کو فرماتے
سُنا بتاؤ کہ اگر تمہارے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو وہ ہر روز

پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو کہ اس کی میل سے کچھ باقی رہ جائے
گا انہوں نے عرض کیا کہ اُس کی میل سے کوئی شے باقی نہیں رہے گی
فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالےٰ ان کی برکت سے
گناہ مٹاتا ہے۔ نبی پاکؐ کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تو آپ نماز
کی طرف متوجہ ہوتے۔

حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو آپ فوراً مسجد
میں تشریف لاتے جب تک آندھی بند نہ ہو جاتی مسجد سے باہر نہ نکلتے
اسی طرح جب سورج گرہن یا چاند گرہن ہو جاتا تو آپ فوراً نماز کی طرف
متوجہ ہو جاتے اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب بندے پر تکلیف
آجائے بندہ اللہ کے گھر میں پہنچے۔ نماز پڑھے اللہ کو یاد کرے
اللہ تعالےٰ اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط (القرآن)

ترجمہ:۔ بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے
یعنی ممنوعات شریعہ سے لہٰذا جو شخص نماز کا پابند ہے اور اس
کو اچھی طرح ادا کرتا ہے یقیناً وہ ایک نہ ایک دن ان برائیوں کو
ترک کر دیتا ہے جس میں وہ مبتلا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ ایک انصاری جوان نبی کریمؐ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت
سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا تھا آپ سے اس کی شکایت کی گئی
فرمایا! اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی چنانچہ

بہت ہی قریب زمانے میں اُس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر
ہو گیا۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات
سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کو سب عبادتوں سے نماز پیاری اور محبوب
ہے اسی لئے امیر و غریب، شاہ و گدا، سب پر نماز فرض ہے بخلاف
زکوٰۃ و حج کے جو صرف صاحب نصاب لوگوں پر فرض ہے۔ جو صاحب
نصاب نہیں ان پر فرض نہیں۔ پھر نماز سفر ہو یا حضر ہو، گرمی ہو یا
سردی ہو، بیماری ہو۔ خطرہ ہو یا امن ہر حال میں فرض ہے بخلاف
روزے کے کہ وہ مسافر پر نہیں اور حج خطرے کی صورت میں
فرض نہیں نیز اتنی پیاری عبادت ہے کہ بلوغ کے بعد تمام زمانہ
حیات میں فرض ہے اور وہ ہر روز بلا ناغہ پھر ایک دفعہ نہیں بلکہ
۵ مرتبہ بخلاف زکوٰۃ کے کہ وہ سال کے بعد فرض ہوتی ہے اور روزے
سال کے بعد اور حج ساری عمر میں ایک مرتبہ اس سے پتہ چلتا ہے
کہ نماز خدائے قدوس کو بہت محبوب ہے اور باقی عبادتوں سے
زیادہ اہم ہے اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے اَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ط

ترجمہ:۔ نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو (القرآن)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ مومن کی ظاہری نشانی نماز
پڑھنا ہے اور نماز چھوڑنا مشرک کی علامت ہے امام شعرانی

رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغمہ میں فرمایا ہے کہ خلفائے راشدین چیز
کے چھوڑنے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے مگر نماز کے ترک کو اللہ
جل جلالہ کو نماز اس قدر محبوب ہے کہ اس نے سب احکام زمین
پر فرض فرمائے مگر جب نماز کا وقت آیا تو اپنے محبوب کو اپنے
پاس مقامِ مقدس میں بلایا اور آپ کی اُمت پر نماز فرض فرمائی۔

سبحان اللہ کیا شان ہے نماز کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
کو کون سا عمل زیادہ پیارا ہے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔

قرآن واحادیث اور فرمودات اصحابہ کرام علیہم اجمعین سے
نماز کے جو بے پناہ فوائد معلوم ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام اُمتِ
محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عمل پیرا ہو کر نارِ جہنم سے نجات پانے
کی توفیق بخشے۔ آمین۔

نماز نہ پڑھنے کی بُرائی

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔

ترجمہ:- تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے
نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ
دوزخ میں غیّ کا جنگل پائیں گے (القرآن)

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں میں سستی تمام گناہوں کی جڑ ہے
اس سُستی کی کئی صورتیں ہیں۔ نماز نہ پڑھنا، بے وقت پڑھنا
بلا وجہ بغیر جماعت پڑھنا، ہمیشہ نہ پڑھنا، ریاکاری سے پڑھنا

۲۔ غی جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے
زیادہ ہے اس میں ایک کنواں ہے جب جہنم کی آگ بجھنے پر
آتی ہے اللہ پاک اس کنویں کا منہ کھول دیتے ہیں جس سے وہ
بدستور بھڑکنے لگتی ہے اللہ پاک نے فرمایا كُلَّمَا خَبَتْ
زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔

جب بجھنے پر آئے گی ہم انہیں اور زیادہ بھڑکا دیں گے
یہ کنواں بے نمازوں۔ زانیوں۔ شرابیوں۔ سود خوروں اور ماں باپ
کو ایذا دینے والوں کے لئے ہے۔

جو جنتوں میں ہوں گے اہلِ جنت پوچھیں گے مجرموں
سے کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا۔ وہ
کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور مسکین کو کھانا
بھی نہیں کھلایا کرتے تھے (القرآن)

اہلِ جنت دوزخیوں سے پوچھیں گے تمہیں کس جرم کے بدلے میں
جہنم کے دردناک عذاب میں داخل کیا گیا وہ جواب دیں گے
ہمارے دو قصور تھے جن کی ہم یہ سزا بھگت رہے ہیں اپنے رب
کریم کو سجدہ نہیں کرتے تھے اکڑے اکڑے رہتے تھے۔ کبھی
بھولے سے بھی —— یہ خیال نہیں آتا تھا کہ جس کریم کے کرم کے
صدقے یہ زندگی۔ عزت و آرام سے گزر رہی ہے اُسے سجدہ بھی
کرنا چاہیئے۔ اس کی عبادت بھی ضروری ہے اور دوسری غلطی ہم سے
یہ ہوئی کہ خود تو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھایا کرتے لیکن غریبوں
مسکینوں کی ضرورت کی طرف توجہ ہی نہ دیتے وہ ہمارے پڑوس
میں کئی کئی روز بھوک کے بھٹکتے رہے ہم نے کبھی ان کی پرواہ تک نہ
کی ذرا خیال کرو کہ نماز جو تمام عبادتوں سے اعلےٰ وارفع ہے اس
کا تارک اور فقراء مساکین کی ضروریات زندگی سے غفلت برتنے
والا یکساں عذاب و سزا کے مستحق ہیں۔

اِسلام اِنسان کی معاشی ضروریات کی بہم رسانی کا کتنا خیال
رکھتا ہے۔ جس روز پردہ اٹھایا جائے گا۔ ایک ساق سے تو

ان کو سجدے کی دعوت دی جائے گی تو اس وقت وہ سجدہ نہ
کر سکیں گے ندامت سے جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں ان پر ذلت
چھا رہی ہو گی حالانکہ انہیں بلایا جاتا تھا سجدے کی طرف۔ جبکہ وہ
صحیح سلامت تھے۔

قیامت کے دن ہر شخص جلالِ خداوندی سے کانپ رہا ہو گا
دل خوف سے دھڑک رہے ہوں گے ایمان اور کفر میں فرق کرنے
کے لئے حکم دیا جائیگا کہ سجدہ کرو جن کے دلوں میں ایمان ہو گا وہ
تو فوراً سربسجود ہو جائیں گے۔ لیکن کافر اور منافق بہت زور لگائیں
گے کمر اکڑ جائے گی۔ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

آج وہ سجدہ کرنے سے کیوں محروم کر دیئے گئے اس کی
وجہ بتادی کہ دنیا میں وہ صحیح سالم تھے انہیں کہا گیا کہ سجدہ کرو لیکن
سجدے کی توفیق نہ ہوئی۔ اس حکم عدولی کے بدلے میں آج اُن سے
سجدہ کرنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص نماز کی حفاظت کرے گا وہ نماز اس کے لئے
قیامت کے روز نور، برہان اور نجات ہو گی اور جو شخص اس پر
حفاظت نہ کرے گا تو نماز اس کے لئے نہ نور نہ برہان، اور نہ
نجات ہو گی اور وہ شخص قارون و فرعون اور ھامان اور اُبی بن
خلف کے ساتھ ہو گا۔ نبیؐ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں ان کو نماز پڑھنے کا حکم

دو. جب دس برس کے ہوں تو نماز نہ پڑھیں تو مارو اور بستروں
میں ان کو الگ کر دو.

حضرت عبداللہ شفق رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ
کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے صحابہ کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں
جانتے تھے سوائے نماز کے.

بے نمازی کی نحوست

علامہ سفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ سفر کرتے ہوئے دریا کے کنارے
پہنچے دیکھا تو دریا کی مچھلیاں ایک دوسرے کو کھا رہی ہیں خیال کیا کہ
دریا میں بھی قحط سالی کا اثر پیدا ہو گیا ہے آواز آئی. یہاں ایک بے نمازی
آیا اس نے دریا کا پانی منہ میں ڈالا پانی کھارا تھا واپس دریا میں ڈال
دیا اس کی نحوست کی وجہ سے مچھلیاں ایک دوسرے کو کھا رہی ہیں
ذرا غور فرمائیے کہ بے نمازی کی نحوست سے دریائی مخلوق کو کتنی
ایذا پہنچی، رب ذو الجلال مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے

نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ط
ترجمہ: رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ (القرآن)

جماعت کے بارے صیغہ امر وارد ہے اور امر وجوب کے لئے
ہوتا ہے اس لئے محقق مذہب کے نزدیک ہر عاقل بالغ قادر
پر باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے.

۱. ابن عمر فرماتے ہیں نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، با
جماعت، نماز پڑھنا، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے بڑھ
کر ہے (الحدیث)

۲. حضرت انس بن مالک نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا ارشاد
گرامی ہے جو شخص اللہ تعالٰے کے لئے چالیس دن باجماعت
نماز پڑھے اور تکبیر اولی پائے اس کے لئے دو آزادیاں لکھ
دی جاتی ہیں. ایک آزادی دوزخ سے دوسری آزادی نفاق
سے (الحدیث)

۳. حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا. سرور کون
و مکان صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا جو عشا باجماعت
پڑھے اُس کو نصف رات کے قیام عبادت کا ثواب
ہے اور عشاء اور فجر باجماعت پڑھے تو اس کو ساری رات
کے قیام عبادت کا ثواب ملتا ہے معلوم یہ ہوا کہ جو باجماعت
نماز پڑھے اس کا چلنا پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، کام
کرنا سب عبادت ہیں.

۴. ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کے چار سو
اونٹ اور چالیس غلام چوری ہو گئے نبی پاک صلے اللہ علیہ
وسلم آپ کے پاس تشریف لائے اللہ کے پیغمبر نے ابو بکر
صدیق رض کو پریشان دیکھا تو پوچھا کیا وجہ ہے. ابو بکر رض نے

چوری کا واقعہ سنایا، نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا میں نے خیال
کیا شاید ابوبکر کی تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی ہے جس کی وجہ سے پریشان
نظر آرہے ہیں ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم تکبیر اولیٰ کا فوت ہونا تو بڑا نقصان ہے فرمایا اگر کسی کے اتنے
اونٹ ہوں جن سے ساری زمین بھر جائے اور وہ سب مرجائیں
اتنا افسوس نہ ہوگا۔ جتنا تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے کا ہے۔

مذکورہ واقعہ سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نزدیک تکبیر اولیٰ کا بڑا مقام ہے آپ کا امتی
ہونے کی حیثیت سے نماز باجماعت میں کبھی غفلت نہیں کرنی
چاہیئے جیسا کہ موجودہ دور میں ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ نماز ضائع
ہو رہی ہے اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور
جواب دینا ہے۔

۵۔ ایک دن فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلیمان بن خثم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو صبح کی نماز میں نہ دیکھا آپ ان کے مکان پر چلے
گئے۔ سلیمان کی والدہ سے پوچھا کہ آج سلیمان صبح کی نماز میں حاضر نہیں
تھا آپ کی والدہ نے جواب دیا ساری رات نماز پڑھتا رہا آخری
حصے میں نیند غالب آگئی اور سو گیا ہے فاروق اعظم نے فرمایا۔ صبح
کی نماز باجماعت پڑھنا ساری رات کی عبادت سے افضل ہے
(ابن ماجہ)

۶۔ فاروقِ اعظمؓ سے ایک دن جماعت چھوٹ گئی تو آپ بڑے
پریشان ہوئے اور ایک لاکھ درہم کی زمین صدقہ کی۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ طریقہ تھا جس دن جماعت چھوٹ
جاتی اسی دن روزہ رکھتے اور ساری رات عبادت میں گذار دیتے

۸۔ اسلاف کا دستور تھا کہ جب کبھی تکبیر اولیٰ آپ سے چھوٹ
جاتی تو تین دن تک اپنے آپ پر افسوس کرتے رہتے۔ اگر
کبھی جماعت سے رہ جاتے تو پورا ہفتہ افسوس میں گزار دیتے
(احیاء العلوم) اللہ تعالیٰ ہمیں نمازِ باجماعت ادا کرنے کی
کی توفیق بخشے۔

نماز باجماعت نہ پڑھنا

(۱) حضرت عبداللہ ابن اُمِ مکتوم نے عرض کیا یا رسول اللہ بے
شک مدینہ منورہ میں زہریلے جانور اور درندے بکثرت ہیں
اور میں نابینا ہوں کیا آپ مجھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے
رخصت دیتے ہیں فرمایا کیا تو اذان سنتا ہے عرض کیا ہاں فرمایا
پھر حاضر ہوا اور رخصت نہ دی۔

اے ایمان والو اس حدیث میں غور کرو کہ ابن اُمِ مکتوم
نابینا صحابی ہے مدینہ منورہ میں سانپ اور بچھوؤں کی کثرت ہے
راستہ خطرناک ہے آنکھوں سے معذور ہے اجازت مانگ
رہا ہے کہ گھر میں نماز پڑھ لوں لیکن ان کو بھی اجازت نہیں ملتی

آج ہم بھی ہیں جماعت کی پابندی نہیں کرتے سوچو کہ رسول اللہ ہم پر کتنے ناراض ہوں گے اور کل روزِ حشر کو ہم کون سا منہ لے کر سرورِ کونینؐ کے سامنے جائیں گے۔

۲. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں ارادہ کرتا ہوں کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں جب وہ اکٹھی ہو جائیں تو نماز کو۔ پس اس کے لئے اذان دی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھر جلاؤں۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے۔ تو میں گھروں کو جلانے کا حکم دیتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسلمانو۔ نبئ پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کتنے رؤف و رحیم ہیں، یارو کتنے کریم ہیں۔ مگر جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں پر اتنی ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں اللہ پاک سب مسلمانوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھنا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ط

ترجمہ:۔ بے شک دونوں جہان میں بامراد ہو گئے ایمان والے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ (القرآن)

نماز میں خشوع کا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنی ساری توجہ نماز میں مرکوز کر دے اللہ تعالےٰ کے سوا ہر چیز سے منہ پھیرے اور وہ اپنی زبان سے جو تلاوت اور ذکر کرتا ہے ان کے معنی میں غور و تدبر کرے اس کے علاوہ اس کے ظاہری آداب بھی ہیں کہ نگاہ سجدہ گاہ پر مرکوز رہے دائیں بائیں مڑ کر نہ دیکھے۔ آگے پیچھے جسم کو حرکت نہ دے۔ اپنی انگلیاں نہ چٹخائے۔ اپنے کپڑوں کو نہ سمیٹتا رہے سجدے میں جائے تو اپنی سجدے کی جگہ کو ہاتھوں سے صاف نہ کرتا رہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی آخر الزمان نے ایک آدمی کو داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یعنی اگر اس شخص کے دل میں عجز و نیاز ہوتا تو اس کے ظاہری اعضاء بھی اظہار عجز کرتے۔

حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا بڑا چور ہے وہ جو نماز کی چوری کرتا ہے صحابہ
نے عرض کیا یارسول اللہؐ نماز کی کس طرح چوری کرتا ہے۔ فرمایا
وہ نماز کے رکوع و سجود کو تمام نہیں کرتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ منافق کی نماز ہے کہ سورج
کا انتظار کرتا رہے جبکہ وہ زرد ہو جائے اور شیطان کے دونوں
سینگوں کے درمیان آجاوے تو کھڑا ہو اور چار چونچیں مارے اس
میں تھوڑا سا اللہ کا ذکر کرے اس حدیث پاک سے پتہ چلا بے
وقت نماز پڑھنا، سستی سے پڑھنا اور جلدی جلدی مرغ کی طرح
چونچیں مارنا اور تھوڑا سا ذکر خدا کرنا یہ مسلمانوں کی نماز نہیں بلکہ ایک
منافق کی نماز ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں رسول پاک
صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے ہوئے تھے لیکن جب
نماز کا وقت آجاتا تو نہ وہ ہمیں پہچانتے اور نہ ہم ان کو پہچانتے
کیوں کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت ہم پر طاری ہو جاتی تھی (کیمیائے سعادت)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب نماز ادا کرنے کا ارادہ فرماتے
تو آپ کے بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا اور رنگ تبدیل ہو جاتا
فرماتے اب اس امانت کے اٹھانے کا وقت آگیا ہے کہ ساتوں
آسمان اور زمینیں اس کو نہ اٹھا سکیں (کیمیائے سعادت)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نماز میں کھڑے

ہوتے تو ایسے کھڑے ہوتے جیسے ایک سوکھی لکڑی ہیں۔
(غنیۃ الطالبین)

حضرت حاتم اصم رضی اللہ عنہ سے کسی نے ان کی نماز کی کیفیت
پوچھی تو کہنے لگے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو وضو کے بعد اس
جگہ پہنچتا ہوں کہ جہاں نماز پڑھوں تھوڑی دیر بیٹھتا ہوں کہ بدن کے تمام
حصوں میں سکون پیدا ہو جائے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اس
طرح کہ بیت اللہ کو اپنی نگاہ کے سامنے سمجھتا ہوں اور پلصراط کو
پاؤں کے نیچے کھڑا ہوا خیال کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ آخری نماز
ہے اس کے بعد پورے خشوع و خضوع سے نماز پڑھتا ہوں اور
اس کے بعد امید اور ڈر کے درمیان رہتا ہوں کہ نا معلوم قبول
ہوئی یا نہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کی رات میں نے دیکھا ہم
سب سو گئے تھے مگر خدا کے رسولؐ ساری رات نماز میں مشغول
رہے صبح تک نماز اور دعائیں لگے رہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے
کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ بھوک کے
مارے پیٹ کے درد سے بے تاب ہو رہے ہیں آپ نے
ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پیٹ میں درد ہے عرض کیا
یارسول اللہؐ درد ہے آپ نے فرمایا اٹھو نماز شروع کردو
اس میں شفا ہے۔

ایک رات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے
گھر ایک مہمان آیا آپ نے اپنے چوبارے کے پرنالے کے نیچے
اس کا بستر بچھایا اور خود چوبارے کی چھت پر چڑھ کر سو گئے
جب نمازِ تہجد کا وقت ہوا تو نماز تہجد میں مشغول ہو گئے اور سجدے
میں اتنے روئے کہ آنسوؤں سے پرنالہ جاری ہو گیا اور جب سوئے
ہوئے مہمان پر یہ آنسو کے قطرے گرے اس کی آنکھ کھلی تو اس
نے خیال کیا کہ بارش شروع ہو گئی ہے جب اوپر نگاہ اٹھائی تو
بادل کا نشان تک نہیں جب چوبارے پر چڑھ کر دیکھا تو حضرت عمر
بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سجدے میں پڑے ہوئے رو رہے
اور پھڑک رہے ہیں جیسا کہ ذبح کیا ہوا پرندہ پھڑکتا ہے۔

قرآن و حدیث اور احکامِ بزرگانِ دین کا بغور مطالعہ کرنے
سے نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت کی ایک روشن جھلک
نمایاں ہوتی ہے اور اس کے رتبہ سے انسان روشناس ہوتا ہے
دعا کریں اللہ تعالےٰ اپنے محبوب کے صدقے ہمیں بھی احکامِ
خداوندی اور فرمانِ نبوی کے مطابق نماز خشوع و خضوع کے ساتھ
ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

درود شریف کے فضائل اور اہمیت

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یصلون علی النبی یا ایہا
الذین آمنو صلو علیہ و سلمو تسلیما ط (القرآن)

ترجمہ:۔ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس
نبی پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو
قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے بہت سے احکامات ارشاد
فرمائے یعنی نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اور بہت سے انبیاء
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفتیں اور تعریفیں بیان فرمائیں اور ان کے
بہت سے اعزاز و اکرام بھی ارشاد فرمائے لیکن کسی کو یہ اعزاز و
اکرام نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں اور تم بھی کرو۔ یہ اعزاز
صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے
صلوٰۃ کی نسبت پہلے اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں
کی طرف اور اس کے بعد صاحب ایمان مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ
اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور تم بھی بھیجو۔ اب اس آیت
کریمہ کی شان کو سمجھیں کہ اس آیت کریمہ میں فعل صلوٰۃ (درود)
کے تین فاعل ہیں۔ اللہ تعالےٰ، فرشتے، صاحبِ ایمان مسلمان

جب صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ
ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب
کی تعریف و ثنا کرتا ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے درود بھیجنے کا یہ مفہوم
ہے کہ اللہ تعالےٰ کے محبوب کے ذکر کو بلند کر کے اس کے دین
کو غلبہ دے کر اور اس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کے اس دُنیا
میں حضورؐ کی عزت و شان بڑھاتا ہے اور روزِ محشر اُمت کے
لئے حضورؐ کی شفاعت قبول فرما کر اور حضورؐ کو بہترین اجر و
ثواب عطا کر کے اور مقامِ محمود پر فائز کرنے کے بعد اوّلین اور
آخرین کے لیے حضورؐ کی بزرگی کو نمایاں کر کے اور تمام مقربین
پر حضورؐ کو سبقت بخش کر حضورؐ کی شان کو ظاہر فرماتا ہے اور جب
صلوٰۃ کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کے معنی دعا ہے کہ ملائکہ
اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے محبوب کے درجات کی
بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دست بدعا ہیں۔

جب صلوٰۃ کی نسبت اللہ کے بندوں کی طرف ہو تو اس کے معنی
رحمت ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے بندے اس کے محبوب پر درود و سلام
بھیج کر اللہ سے رحمت حاصل کرتے ہیں اور اپنے درجات میں
بلندی پاتے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من صلّی علیّ واحدۃً صلی اللہ علیہ عشرا

ترجمہ:۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے حق تعالےٰ اس

پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے وہ کتنا خوش نصیب اور
عظیم المرتبت ہے جس پر حق تعالےٰ رحمت اور برکت نازل
فرمائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بے شمار
فضائل ہیں مختصراً درج ذیل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ علیہ مدارج النبوت شریف میں
فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ایک دن اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ
کی آنکھوں سے خوشی و مسرت نمایاں تھی اور آپ کا چہرۂ انور
پر مسرت تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہؐ آج آپ کے رُخِ انور
میں خوشی و مسرت کی لہر تاباں ہے کیا سبب ہے فرمایا جبرائیلؑ
آئے اور انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو یہ
پر مسرت نہیں بناتا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے جو آپ کا اُمتی آپ پر ایک
مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہوں
اور ایک روایت میں مطلق آیا ہے کہ جو بندہ آپ پر صلوٰۃ و سلام
بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اس پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے گویا مقصود اس
جگہ بیان مطلق ہے ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں
چاہتا ہوں کہ آپ پر درود بھیجوں تو اپنے لئے دعا کرنے کے مقابلے
میں آپ کے لئے کتنی مقدار میں بھیجوں فرمایا جتنا چاہو میں نے عرض

کیا: چوتھائی. فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور
بہتر ہے عرض کیا نصف فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو تمہارے
لئے اور زیادہ بہتر ہے عرض کیا دو تہائی فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ
کرو تو تمہارے لئے اور بہتر ہے عرض کیا پھر تو میں اپنی تمام دعا کے
بدلے آپ پر درود ہی بھیجوں گا فرمایا اذاً یکفی ھمك ویغف
ر ذنبك .

ترجمہ: تو یہ درود تمہارے سارے رنج وغم کو کافی ہے اور
تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا (مدارج النبوۃ)

مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے نبی کریمؐ نے فرمایا قیامت میں
مجھ سے زیادہ قریب وہ ہو گا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھے
گا.

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ
مجھ پر درود پڑھے اور جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھے
گا اللہ تعالٰے اس پر دس بار درود پڑھے گا.

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے
پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ رسول

اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے
اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو پانی سے بجھانے سے
زیادہ مؤثر و کارآمد ہے اور حضور پر سلام پیش کرنا. غلاموں
کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس جگہ ایک نکتہ یہ
ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا. درود بھیجنے
والے پر رحمت کے نزول کو واجب کرنے کا حکم رکھتا ہے
تو ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں جتنا
بھی مبالغہ کیا جائے گا اتنا ہی اس
پر رب العزت کی بارگاہ سے فیضان و نزولِ رحمت زیادہ ہو گا

بعض مشائخ وصیت کرتے ہیں کہ سورہ اخلاص یعنی قل ھو
اللہ احد کو پڑھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود
بھیجے اور فرماتے ہیں کہ قل ھو اللہ احد کی قرأت خدائے واحد
کی معرفت کراتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت
حضور کی صحبت و معیت سے سرفراز کرتی ہے اور جو کوئی سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجے گا یقیناً اُسے خواب یا
بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گی
جیسا کہ شیخ احمد بن ابوبکر محمد اپنی کتاب میں شیخ مجدالدین فیروز
آبادی سے ان اسناد کے ساتھ جو شیخ مذکور کو ملی ہیں روایت
کیا ہے کہ ایک دن حضرت شبلی قدس سرہٗ حضرت ابوبکر مجاہد

کے پاس گئے یہ اپنے زمانہ کے امام اور علمائے وقت میں
سے تھے حضرت ابوبکر مجاہد نے کھڑے ہو کر ان کا اعزاز و اکرام کیا
اور معانقہ کر کے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حاضرین
کہنے لگے یا سیدی شبلی کا آپ ایسا احترام و اعزاز فرما رہے ہیں
حالانکہ آپ اور بغداد کے تمام لوگ انہیں مجنون کہتے ہیں فرمایا میں
نے یہ اعزاز اپنی طرف سے نہیں کیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کو خواب میں فرماتے دیکھا ہے ویسا ہی کیا ہے کیونکہ جب
حضرت شبلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تو
حضور انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں
کے درمیان بوسہ دیا اس پر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ شبلی سے یہ سلوک فرما رہے ہیں!
فرمایا ہاں یہ شبلی بعد نماز اس آیت کو پڑھتے ہیں لقد جاءکم
رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم آخر سورت
تک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد مجھ پر تین مرتبہ درود پڑھتے
ہیں صلی اللہ علیک یا محمد ۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ اس خواب
کے بعد جب شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد
کیا درود پڑھتے ہو۔ تو انہوں نے یہی بتایا۔ (مدارج النبوۃ،
تبلیغی نصاب)

درود پاک پڑھنا فرض بھی ہے واجب بھی، مستحب بھی

سنت بھی۔ مکروہ اور حرام بھی۔ درمختار جلد اول کتاب الصلوٰۃ
میں ہے کہ عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور جس
مجلس میں بیٹھے اور حضور علیہ السلام کا اسم بار بار آئے تو صاحبِ
دُرِ مختار کے نزدیک تو جب بھی نامِ پاک پر درود شریف پڑھنا
واجب ہے اور ہر بار پڑھنا مستحب اور چند موقعوں میں درود
پڑھنا مستحب ہے جس کو علامہ شامی نے بیان فرمایا جمعہ کی شب
میں اور جمعہ کے دن میں ہفتہ اتوار اور سوموار کے دن اور روزانہ
صبح و شام اور مسجد میں آتے جاتے وقت اور نبی کریم علیہ السلام
کے روضے کی زیارت کے وقت اور صفا مروہ کے پاس اور جمعہ
کے خطبے میں مگر خطبہ سننے والے درود شریف دل میں پڑھیں
اور اذان کے بعد ہر دعا کے اوّل و آخر اور وضو کے وقت اور
جب کہ کان میں غائبی آواز آنے لگے جب کوئی چیز بھول جائے
اور وعظ کے وقت اور سبق پڑھتے اور پڑھاتے وقت اور
فتویٰ لکھتے وقت اور نکاح کے وقت اور ہر مشکل پڑنے پر
سات جگہ درود پاک پڑھنا مکروہ ہے۔
جماع کے وقت، پیشاب یا پاخانہ پھرتے ہیں۔ تجارت کے
سامان کو شہرت دینے کے لئے۔ پھسلنے کے وقت تعجب، ذبح
چھینک کے وقت۔ تین جگہ درود پاک پڑھنا حرام ہے۔
۱۔ جب تاجر اپنی کوئی چیز خریدار کو دکھائے اور اس کی عمدگی

بتانے کے لئے درود پڑھے (۲) جبکہ کسی مجلس میں کوئی بڑا آدمی
آئے تو اس کی آمد کی خبر دینے کے لئے درود پڑھا جائے؟
(شامی)

(اسی طرح فرض نماز کی التحیات میں جب نبی کریم کا نام آئے
تو درود پڑھنا ناجائز ہے)۔ قرآن کریم کی تلاوت میں جب نبی کریم
علیہ السلام کا نام آجائے تو درود نہ پڑھنا افضل ہے تاکہ قرآن
کی روانی میں فرق نہ آئے۔ (صاحب شامی)

درود پاک کون سا پڑھنا چاہیئے

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابو حمید ساعدی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا کہ ہم آپ پر درود شریف کس طرح پڑھیں تو آپ نے وہ درود
بتایا جو نماز میں بعد از التحیات پڑھا جاتا ہے یعنی درودِ ابراہیمی۔
بعض لوگ اس حدیث کی وجہ سے درودِ ابراہیمی کے علاوہ درود
شریف پڑھنا ممنوع سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں محدثین جب
کبھی نبی کریم علیہ السلام کا اسم پاک لیتے ہیں تو صرف یہی درود پاک
پڑھتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

بعض بے چارے نبی کریم علیہ السلام کا نام لکھتے ہیں تو اوپر
صؐ یہ لگا دیتے ہیں حالانکہ یہ منع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام مبارک کے ساتھ پورا صلی اللہ علیہ وسلم یا علیہ الصلوٰۃ والسلام

لکھنا چاہیئے اسی طرح صحابہ کرام کے ساتھ پورا رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا عنہم
لکھنا چاہیئے کیونکہ درود پاک میں تخفیف کرنی سخت ناجائز ہے۔ علامہ
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے درود شریف میں
اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر
لانه تخفيف و تخفيف الانبياء كفر

یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار
لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شانِ انبیاء
سے متعلق ہے اور انبیاء علیہم السلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر
ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے
کہ القلم احدی اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے۔ صلی اللہ
تعالےٰ کی جگہ بے معنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نامِ اقدس کے ساتھ
درود شریف کے بدلے یوں ہی کچھ الم غلم بکنا (فتاویٰ جماعتیہ)

ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ درود شریف کون سا پڑھنا چاہیئے
دلائل الخیرات شریف میں بہت سے درود نقل کئے گئے ہیں علامہ
اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان میں اس درود شریف کی
بہت فضیلت اور نفع بیان کیا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یاخلیل اللہ

حالانکہ یہ درود شریف تبلیغی نصاب میں بھی ہے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ ۔ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا سید المرسلین (تبلیغی نصاب فضائل درود شریف)

مولوی حسین احمد مدنی شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین سخت نفریں اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استعزا اڑاتے ہیں۔ اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب و ندا کیوں نہ ہوں متحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں اور اس تفصیل کو مختلف تصانیف و فتاوی میں نقل فرمایا ہے اور مولوی حسین احمد مدنی کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں وہابیہ خبیثیہ کثرت صلوٰۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات قصیدۂ بردہ ۔ قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے ورد ۔ بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ مثلاً

یا اشرف الخلق مالی من الوذیہ

سواک عند الحلول الحادث العمی

ترجمہ :۔ اے افضل و مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بر وقت نزول حوادث (شہاب ثاقب)

مولوی حسین احمد مدنی لکھتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اب غور کیجئے کہ ہمیں تو درود و سلام پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے اور خود ندا کے ساتھ تبلیغی نصاب شہاب ثاقب میں پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں اور نہ پڑھنے والوں کو وہابیہ خبیثیہ کہتے ہیں ۔ اب نہ جانے وہابیہ خبیثیہ کا لفظ کس پر منسوب کیا جا رہا ہے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی فرماتے ہیں والمنقول انہم کانو یقولون فی تحیۃ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ۔

ترجمہ :۔ منقول ہے کہ صحابہ کرام حضور پر تحیہ پیش کرتے ہوئے کہتے تھے ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (نسیم الریاض جلد ۳)

قرآن ۔ حدیث اور علماء دیوبند کی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو لفظ ندا کے ساتھ پکارنا جائز ہے (نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دور سے اپنے غلاموں کا درود شریف سننا)

قیل الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت صلوٰۃ المصلین علیک ممن غاب عنک و من یاتی بعدک ماحالھما عندک فقال اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم و تعرض علیّ صلوۃ غیرھم عرضاً۔ (دلائل الخیرات)

ترجمہ:- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا آپ کے نزدیک کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہم محبت والوں کے درود کو تو خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں اور غیر محبت والوں کا درود ہم پیش کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں کہ حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو روضے پے در پے آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ تو اور جو شخص اندلس میں ہو۔ حضور پر سلام بھیجنے کے اعتبار سے بالکل یکساں ہیں۔

مذکورہ بالا ارشاداتِ نبوی اور روایاتِ صحابہ کرام سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ عشق و محبت کے ساتھ پڑھے ہوئے درود و سلام کو حضور خود بھی سنتے ہیں اور پہنچایا بھی جاتا ہے اور بغیر شوق کے ساتھ پڑھے ہوئے درود کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔

ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لئے وبال ہوگی چاہے تو ان کو عذاب دے چاہے تو بخش دے۔ (ضیاء القرآن)

اور جس مجلس میں نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو تو وہاں ایک بار واجب ہے اور اس سے زیادہ مستحب۔

ہر محفل کے اختتام کے وقت درود شریف کا پڑھنا

حضرت ابوسعید سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں اور حضور پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لئے باعثِ حدث ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں ندامت ہوگی۔ (ضیاء القرآن)

دُعا کرتے وقت

حضرت فاروق اعظم سے مروی ہے کہ دعا میں جب تک درود نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق

رہتی ہے۔ (ضیاء القرآن)

نماز کے بعد دعا سے پہلے درود شریف کا پڑھنا

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالےٰ کی ثنا کی پھر درود پاک پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگنے لگا تو حضور نے فرمایا اب مانگ تجھے دیا جائے گا (ترمذی شریف)

ایک روز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا اُس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو اللہ کی حمد و ثنا کرو اور مجھ پر درود پڑھو پھر دعا مانگو۔ پھر دوسرا آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر نبی کریم علیہ السلام پر درود پڑھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی اب دعا مانگ قبول ہوگی (ابو داؤد)

تو اس سے یہ ثابت ہوا ہم اہلسنت جو نماز کے بعد ذکر اور درود شریف پڑھتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور قبولیت دعا کا سبب ہے اس لئے نماز کے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا چاہیئے کیونکہ احادیث سے ثابت ہے۔

نمازِ تراویح بیس رکعت کا ثبوت

تراویح سنّت موکدہ ہے۔

روی اسد بن عمر وعن ابی یوسف قال سالت ابا حنیفہ عن التراویح وما فعلہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال التراویح سنۃ موکدۃ ولما یتخرصہ عمر بن تلقا نفسہ ولم یکن فیہ مبتدعا ولم یامر بہ الا عن اصل لدیہ و عہد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مراقی الفلاح)

ترجمہ:۔ اسد بن عمرو ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے تراویح اور حضرت عمر کے فعل کے بارے میں پوچھا۔ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔ حضرت عمر نے اسے اپنی طرف سے اختراع نہیں کیا اور انہوں نے بغیر اصل صحیح اور فرمانِ نبوی کے تراویح کا امر نہیں فرمایا۔

معلوم یہ ہوا کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور سنتِ موکدہ
وہ ہوتی ہے جنہیں رسالت مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے
ہمیشہ کیا ہو ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دنیا سے پردہ
پوشی کے ایک سال قبل صحابہ کے ساتھ رمضان کی تئیس پچیس اور
ستائیس کی شب کو قیام فرمایا اس کے بعد جب صحابہ جمع ہوئے
تو آپ تشریف نہ لائے اور فرمایا مبادہ یہ فرض ہو جائے
(بخاری ۔ ترمذی ۔ نسائی ۔ ابوداؤد ۔ ابن ماجہ ۔ مشکوٰۃ)

امام بخاری ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں رسولِ اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یونہی معاملہ رہا پھر ابوبکر
کے تمام دورِ خلافت میں اور حضرت عمر کے ابتدائی ایام بھی
لوگ یونہی الگ الگ تراویح پڑھتے رہے ۔

عبدالرحمان بن عبدالقاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں
کہ میں رمضان کی ایک شب حضرت عمر کے ساتھ مسجد میں گیا
تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ تراویح پڑھ رہے تھے حضرت
عمر نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر میں انہیں ایک امام کی اقتدا
میں جمع کر دوں ۔ پھر جب دوسری رات جب حضرت عمر کے
ساتھ گیا تو دیکھا کہ لوگ ابی بن کعب کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے
ہیں حضرت عمر نے فرمایا نعمت البدعتہ ھذا

امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف اور امام بیہقی نے اپنی

سنن میں روایت کیا ہے ۔

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر
(شرح وقایہ)

ترجمہ :- حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی
اللہ علیہ وسلم وتر کے علاوہ رمضان میں بیس رکعت پڑھا کرتے
تھے ۔ اس حدیث سے بیس رکعت تراویح پر امام ابوحنیفہ اور
دوسرے آئمہ مجتہدین نے استدلال کیا ہے اور جب مجتہد کسی
حدیث سے استدلال کرے تو وہ استدلال اس حدیث کی صحت
کی دلیل ہوتا ہے ۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں :
کفنا صحۃ الحدیث استدلال مجتھد بہ (میزان
شریعۃ الکبریٰ جلد اوّل)

ترجمہ :- کسی حدیث کی صحت کے لیے یہ امر کافی ہے کہ اسے
کسی مجتہد نے استدلال کیا ہے ردالمختار جلد نمبر ۴ میں موجود ہے
مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے وہ استدلال
اس حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے حدیث آثارِ صحابہ سے
مؤید ہے کیونکہ حضرت عمر ۔ حضرت عثمان ۔ حضرت علی اور
کثیر اجلا صحابہ سے مروی ہے کہ وہ بیس رکعت تراویح پڑھا
کرتے تھے ۔ امام بیہقی نے اپنی سنن میں سند صحیح کے ساتھ

نقل کیا ہے۔

عن السائب ابن یزید قال کانوا یقرمون علی
عہد عمر فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ
(سنن بیہقی جلد ۲)

ترجمہ:۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے
زمانے میں لوگ بیس رکعت نماز تراویح پڑھا کرتے تھے امام
ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں۔

واکثر اہل العلم علی ماروی عن علی وعمر
وغیرھما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عشرین رکعۃ (جامع ترمذی)

ترجمہ:۔ اکثر اہل علم کا مسلک حضرت علی عمر اور دوسرے صحابہ
کی روایت کے مطابق بیس رکعت تراویح ہے۔

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو عبدالرحمان سلمی سے روایت
کی ہے:۔

اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ دَعَا الْقُرَّآءَ فِیْ رَمَضَانَ رَجُلًا
یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَ
کَانَ عَلِیٌّ یُوْتِرُ بِہِمْ۔

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر
ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھاؤ۔ حضرت

علی انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

بیہقی شریف نے حضرت ابوالحسناء سے روایت کی اَنَّ
علی ابن ابی طالب امر رجلاً یصلی بالناس خمسہ
ترویحاتٍ عشرین رکعۃ" حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں پانچ تراویح یعنی بیس رکعت
پڑھائیں۔

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ میں ہے ابن عبداللہ فرماتے
ہیں بیس رکعت تراویح ہی جمہور علماء کا قول ہے یہ یہی
اور امام شافعی اور اکثر علماء فقہا فرماتے ہیں اور یہ ہی صحیح ہے
ابی ابن کعب سے منقول کہ اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔

ملا علی قاری شرح نقایا میں بیس رکعت تراویح کے بارے
میں فرماتے ہیں۔ بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اجماع ہے
کیونکہ بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی۔ صحابہ کرام اور سارے
مسلمان حضرت عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بیس رکعت
تراویح پڑھا کرتے تھے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں۔ اجماع الصحابۃ علیٰ
ان التراویح عشرون رکعۃ۔

تمام صحابہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت
ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین

ترجمہ:- لہٰذا تم میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو۔

اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی وہ سنت ہے جس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں شہرت حاصل نہ ہوئی بلکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں رواج پذیر اور مشہور ہوئی اور اس بنا، پر ان کی طرف منسوب ہونے لگی چونکہ یہاں اس امر کا گمان تھا کہ کوئی شخص خلفائے راشدین کی طرف کسی سنت کے منسوب ہونے کی وجہ اسے بھی رد قرار دے اور اُسے بُرا جانے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے خلفائے راشدین کی سنت و طریقہ کی اتباع کا حکم دیا اور اس کی وصیت فرمائی اور اگر ان خلفائے راشدین نے اپنے قیاس و اجتہاد سے کوئی بات جاری کی تھی وہ بھی سنتِ نبوی صلی اللہ وسلم کے مطابق ہی سمجھی جائے گی۔

احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ نماز تراویح سنتِ موکدہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پڑھا دورِ صدیقی میں بھی ان کو پڑھا گیا۔ حضرت فاروق اعظم نے تو ان کو با جماعت پڑھنا شروع کیا اس کے بعد دورِ عثمانی

میں بھی نماز تراویح بیس رکعت پڑھی گئی اور علی المرتضیٰ نے بھی نماز تراویح باقاعدگی سے پڑھی لیکن حیرانی ہے ان صاحبِ علم لوگوں پر جو خود کو صاحب حدیث کہلوانے کے باوجود حدیث کے تارک ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ وسلم نے صحابہ کے متعلق فرمایا

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم

ترجمہ:- میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں ان میں جن کی بھی پیروی کرو گے راہ یاب ہو جاؤ گے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی تابعداری کرنا ہی صحیح راہ ہے اللہ تعالےٰ ہمیں احادیث اور صحابہ کرام کے اقوال پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے اسے ناجائز یا بدعت کہنا سراسر زیادتی اور اصول فقہ سے ناواقفی کی دلیل ہے اس سلسلے سے ملّت کی صفوں میں افتراق و انتشار کی آگ بھڑکانا کسی ایسے شخص کو زیب نہیں دیتا جو شریعتِ اسلامیہ کے اسرار و معارف اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو اصولِ فقہ

کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مطلق کی تقلید کے لئے اسی پایہ کی دلیل
ضروری ہے جس پایہ کا مطلق ہو اگر مطلق قطعی اور یقینی ہے
تو اس کا مقید بھی قطعی اور یقینی ہونا چاہیئے اس لئے اگر مطلق
قرآن کریم کی کوئی آیت ہے تو اس کی تقلید کے لئے کوئی آیت
یا حدیث متواترہ پیش کرنی چاہیئے محض قیاس سے اور قیاس بھی
ایسا جس کی شرعی کوئی اساس نہ ہو اس کا مقید نہیں ہو سکتا بلکہ
خبر واحد سے بھی اس کی تقلید نہیں. اب ارشاد خداوندی سماعت
فرمایئے :-

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ
دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جو ترجمہ فارسی میں کیا
ہے اس کا ترجمہ اردو میں پڑھیں.

ترجمہ :- یعنی جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں
دریافت کریں. تو میں بالکل ان کے قریب ہوں اور دعا کرنے
والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جس وقت بھی وہ مجھ سے دعا
مانگیں (القرآن)

اسی آیت کے تحت مولانا محمود الحسن دیوبندی کا ترجمہ دیکھیں
ترجمہ :- اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں قریب
ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی جب مجھ سے مانگیں.

اسی آیت کا ترجمہ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے معارف
القرآن میں دیکھیں.

ترجمہ :- اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں
تو قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو. جب مجھ
سے دعا مانگے.

اسی آیت کا ترجمہ کنزالایمان میں الشاہ احمد رضا خان فاضل
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کچھ اس طرح کرتے ہیں.

ترجمہ : اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں
تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے
پکارے. اور اسی آیت کے تحت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری
سجادہ نشین بھیرہ شریف ضیاء القرآن میں ترجمہ کرتے ہیں.

ترجمہ :- اور جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب) میرے
بندے میرے متعلق تو (انہیں بتاؤ) میں (ان کے) بالکل نزدیک
ہوں قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ
سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں.

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ ھٰذَا
حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے
نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز بزرگ تر نہیں یہ حدیث غریب
ہے (ترمذی شریف)

عن انسٍ بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال الدعا مخ العبادۃ۔

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے
(ترمذی شریف)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تدعون اللہ تعالیٰ فی لیلکم و نہارکم فان
الدعا سلاح المؤمن۔

ترجمہ:- رات دن اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے رہا کرو کہ دعا
مسلمان کا ہتھیار ہے۔ (طبرانی شریف)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں
کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِن اللہ یحب الملحین فی الدعا۔ ترجمہ:- بے شک
اللہ تعالےٰ بکثرت بار بار دُعا کرنے والوں کو دوست
رکھتا ہے (طبرانی وغیرہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں
صحیح مسلم صحیح بخاری کی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ مروی ہیں کہ امیر المومنین حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنازہ رکھا تھا لوگ چار طرف
سے احاطہ کئے ہوئے ان کے لئے دعا و صلوٰۃ و ثنا میں مشغول
تھے میں انہی دعا کرنے والوں میں کھڑا تھا ناگاہ ایک شخص نے
پیچھے سے آکر میرے شانے پر کہنی رکھی میں نے پلٹ کر دیکھا
علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔

جنازہ شریف کی طرف مخاطب ہوکر بولے اللہ آپ پر رحم
فرمائے آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہ چھوڑا جو مجھے آپ سے
زیادہ پیارا ہو کہ میں اس کے سے عمل کر کے اللہ تعالےٰ سے ملوں
اور خدا کی قسم مجھے اُمید واثق تھی کہ اللہ تعالےٰ آپ کو آپ کے
دونوں صاحبوں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و امیر المومنین سیدنا
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رفاقت نصیب فرمائے گا

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اِذَا صلیتُمْ علی المیت فاخلصوا لہ الدعا

ترجمہ:- یعنی میت پر نماز پڑھ چکو تو اخلاص کے ساتھ اس
کے لئے دعا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

صاحبِ مرقات جلد چہارم میں فرماتے ہیں قال ابن حجر

و صححه ابن حبان .

ترجمہ ۔ یعنی ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اس حدیث
کو صحیح فرمایا ہے ۔ بیہقی میں ہے کہ مستظل ابن حصین فرماتے
ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک جنازے پر
نماز کے بعد دُعا مانگی .

قرآن مجید کے ترجموں احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
کے اقوال سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور جس
وقت بھی دعا مانگی جائے وہ کریم اس دعا کو قبول فرماتا ہے
اس کی رحمت کا دروازہ ہر ایک کے لئے ہر وقت کھلا ہے وقت
کی تخصیص اور پابندی نہیں کہ فلاں وقت دعا مانگنا جائز ہے اور
فلاں وقت جائز نہیں جب اس کریم نے یہ اعلان فرما دیا کہ اس
کے بندے جس وقت چاہیں اس کے حضور اپنی التجائیں پیش کریں
اور اس کی بارگاہ میں دستِ دعا دراز کریں پھر کسی کو کیا حق پہنچتا
ہے کہ اپنی طرف سے قیدیں لگاتا پھرے اور اس کے بندوں کے
لئے دعا مانگنے کا وقت مقرر کرتا رہے ہاں اگر کسی کے پاس کوئی
ایسی آیت یا ایسی حدیث متواتر ہے جس میں یہ تصریح کی گئی ہو
کہ نماز جنازہ کے بعد دعا نہ مانگا کرو تو وہ پیش کرے تو ہم اپنی
گردن کو جھکالیں گے اور دُعا نہ مانگیں گے ۔

بعض لوگ بے جا مطالبہ کرتے ہیں کہ ثابت کرو کہ حضور

پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ کے بعد کبھی دعا مانگی
ہو ان کا یہ مطالبہ ناروا ہے اور قواعد فقہ کے خلاف ہے
کیونکہ جو مدعی ہو یہ اس کا کام ہے کہ کوئی دلیل پیش کرے کہ نماز
جنازہ کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے اور یہ اُس کی ذمہ داری ہوا کرتی
ہے جو دعویٰ کرتا ہے .

جو دُعا مانگنے سے ہمیں روکتے ہیں ہم ان سے درخواست
کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسی متواتر ۔ اگر متواتر نہیں مشہور اور اگر مشہور
نہیں تو صحیح خبرِ واحد ہی پیش کریں جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز جنازہ کے بعد دعا کو منع فرمایا ہو۔

حالانکہ اصول کے مطابق دلیل پیش کرنا ہماری ذمہ داری نہیں
لیکن ہم آپ کے سامنے ایسی احادیث پیش کرتے ہیں جن میں آپ
نے بعد از نماز جنازہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ کا بھی یہی معمول رہا ۔ طبقات ابنِ سعد میں مذکور
ہے کہ جب غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا پکڑا
تو شیطان آپ کے پاس آیا اور آپ کے دل میں زندہ رہنے کی
آرزو اور موت سے نفرت کے جذبات کو انگیخت کیا حضرت جعفر
بن ابی طالب نے اسے جھڑکتے ہوئے فرمایا الآن حسین
استحکم الایمان فی قلوب المومنین تمنینی الدنیا
اے لعین اب جبکہ فرزندانِ توحید کے دل میں ایمان کی

جڑیں مضبوط ہو چکی ہیں کیا اب تو مجھے دُنیا سے محبت کرنے کی
تلقین کرتا ہے پھر آپ بہادروں کی طرح آگے بڑھے یہاں تک
کہ جامِ شہادت نوش کیا حضور نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور
ان کے لئے دُعا مانگی۔

استغفروا لاخیکم جعفر فانہ شہید وقد
دخل الجنۃ وھو یطیر فیھا بجناحین من یاقوت
حیث شاء من الجنۃ۔

یعنی اپنے بھائی جعفر کے لئے مغفرت دعا مانگو بے شک وہ
شہید ہیں اور جنت میں داخل ہو چکے ہیں اور اپنے یاقوتی پروں کے
ساتھ اڑتے ہیں جہاں چاہتے ہیں یہ حدیث متعدد کتبِ حدیث
میں موجود ہے۔ اسی حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آپ
نے بعد نمازِ جنازہ کے دُعا کی ہے اور صحابہ کرام کو بھی آپ نے
فرمایا ہے (حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم)

مشہور مورخِ اسلام علامہ ابنِ ہشام المتوفی ۲۱۸ھ میں
فلما مات النجاشی صلی علیہ استغفر لہ (جلد اول ص ۳۸۴)

جب نجاشی نے وفات پائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
پر نمازِ جنازہ پڑھی اور اس کے لئے دعائے مغفرت مانگی یہاں
یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ نجاشی کی میت حبشہ میں تھی اور حضرت
جعفر نے موتہ کے میدان میں شہادت پائی۔ آپ ہمیں کوئی

مثال بتائیں کہ میت سامنے ہو اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
نمازِ جنازہ کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت مانگی ہو احناف
کے نزدیک تو اللہ تعالےٰ نے درمیانی پردے اٹھا دیئے تھے
اور ان کی میتیں حضور کے سامنے تھیں نبی کریم ان کی میت دیکھ
رہے تھے اور آپ نے ان دونوں کے لئے دعائے مغفرت کی
بدائع الصنائع میں موجود ہے۔

ولنا ماروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی
علی جنازۃ فلما فرغ جاء عمر ومعہ قوم
فارادان یصلی ثانیا فقال لھم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الصلوٰۃ للمیت واستغفرلہ

ترجمہ:۔ یعنی ہماری دلیل یہ حدیث ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے ایک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھی
جب فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور آپ کے
ساتھ ایک جماعت آپہنچی آپ نے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ
کیا تو نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازے کی دوبارہ نماز
نہیں پڑھی جا سکتی لیکن تم میت کے لئے دعا مانگو اور اس کی مغفرت
طلب کرو۔ گویا میت سامنے موجود ہے اور حضور پُرنور صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت عمر کو ارشاد فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ پڑھی جا
چکی ہے اب نہ اس پہ دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے

اور نہ دفن سے پہلے اس کے لئے دُعا مانگنی جائز ہے حالانکہ
نبی کریم نے ایسا نہیں فرمایا اب ایک منصف مزاج آدمی خود ہی فیصلہ
کرے کہ جس کام کا حکم نبی کریم علیہ السلام دیتے ہیں اور دیتے
بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ہیں کیا وہ جائز
اور مسنون ہے یا بدعت اور گمراہی ہے۔

اب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو دیکھیں کہ انہوں نے
جنازہ کے بعد دعا مانگی ہے یا نہیں۔

روی عن ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنھم فاتتھما صلوٰۃ علی جنازۃ فلما حضرا
ما زاد علی الاستغفار لہ۔

ترجمہ: یعنی حضرت ابن عباس اور ابن عمر سے ایک شخص
کی نماز جنازہ فوت ہو گئی جب وہ وہاں پہنچے تو اس کے لئے
دعائے مغفرت فرمائی (المبسوط جلد دوم)

عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فاتتہ الصلوٰۃ
علیہ فلا تسبقونی بالدعا۔

ترجمہ:- یعنی حضرت عبداللہ بن سلام سے حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نماز جنازہ فوت ہو گئی جب آپ
پہنچے تو آپ نے حاضرین کو کہا کہ اگر تم آپ کی نماز جنازہ
پڑھنے میں مجھ سے سبقت لے گئے ہو۔ تو آپ کے لئے

دعا مانگنے میں مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ (المبسوط)
اس سے صاف ظاہر ہے کہ جنازے کے بعد صحابہ کرام دعا
مانگنے والے تھے کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے انہیں کہا کہ مجھے
بھی پہنچنے دیں اور دعائے مغفرت میں مجھے بھی شرکت کا موقع
عطا کریں۔ کیا اس کے بعد بھی دعا مانگنے والے پر سب وشتم
کرنے والوں کو رحم نہیں آئے گا کہ اگر مسلمان صحابہ کرام کی سنت
پر عمل کرتے ہیں تو ان کو گمراہ۔ بدعتی اور نامعلوم کن کن القاب
سے تعبیر کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ قرآن کریم کی آیات۔ نبی کریم کے
فرمودات صحابہ کرام کے اقوال اور فقہا کی عبارات پر عمل کی توفیق
بخشے

ایصالِ ثواب کا ثبوت

والذین جاؤ من بعدھما وہ جو ان کے بعد آئے
وہ یوں دعا کرتے ہیں
یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا
بالایمان۔
ترجمہ: جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے

اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے
آئے۔ (القرآن)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے اس مبارک فعل
کو بطورِ امتحان وتعریف کے بیان فرما رہے ہیں کہ وہ بعد
میں آنے والے مسلمان جہاں اپنے لئے دعائے بخشش کرتے ہیں
وہاں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی دعائے بخشش کرتے ہیں
جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ جب ثابت ہو گیا کہ دعا عبادت
ہے تو معلوم ہوا کہ زندوں کی عبادت یعنی دعا سے مُردوں کو فائدہ
پہنچتا ہے اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر مسلمان کا اپنے متوفی بھائیوں
کے لئے دعائے بخشش کرنا فضول اور لغو قرار دیا جائے گا اور
پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ قرآن معاذ اللہ فضول اور لغو کاموں کو
بطور تعریف و استحسان بیان کرتا ہے ثابت ہوا کہ زندہ مسلمان کا
مردہ مسلمانوں کے لئے دعائے بخشش کرنا مردوں کے عفو بخشش
اور رفع درجات کا موجب ہے۔

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا ذکر فرماتے
ہیں ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم
الحساب۔

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو
اور مومنین کو بخشش دے جس دن حساب قائم ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ فرشتے جو عرش کو اٹھانے والے
ہیں اور اُس کے ارد گرد ہیں وہ ہماری تسبیح وتحمید کے ساتھ ساتھ
و یستغفرون للذین آمنو

ترجمہ:۔ مومنوں کے دعائے بخشش بھی کرتے ہیں۔

ان آیات مقدسہ سے ثابت ہے کہ مومنین اور ماں باپ
کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے اور وہ دعا ان کے لئے
فائدہ مند ثابت ہوتی ہے اسی طرح احناف کا مسلک یہ ہے۔ کہ
ہر شخص اپنے ہر نیک عمل کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے خواہ
اس نیک عمل کا تعلق عبادت کی کسی قسم سے ہو۔ نماز۔ روزہ تلاوت
قرآن ذکر، صدقہ، حج، عمرہ جو نیک عمل بھی وہ کرے اس کے بارے
میں وہ اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کر سکتا ہے کہ الٰہی اس کا ثواب
فلاں شخص کو پہنچا اس بارے میں اتنی کثرت سے صحیح احادیث موجود
ہیں کہ کوئی مسلمان ان کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع
عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ وعلم ینتفع
بہ او ولد صالح یدعولہ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے

عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال کے کہ ان کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا صدقۂ جاریہ ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر غور کریں۔ پہلے دو کام تو ایسے ہیں جن میں اس شخص کا بھی کچھ عمل دخل ہے لیکن لڑکے کی دعا لڑکے کا اپنا فعل ہے اس سے بھی میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ و یقول یا رب انی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدك لك (رواہ طبرانی)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جنت میں کسی عبدِ صالح کے درجے کو بلند فرما دیتا ہے وہ بندہ پوچھتا ہے یا ربّ میرا درجہ کیسے بلند ہوا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تیرے لڑکے تیرے لئے استغفار کی اس کی برکت سے تیرا درجہ بلند ہوا۔

عن عبد اللہ ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی قبرہ الا شبہ الغریق المتغوث ینتظر دعوۃ ملحقہ من اب وام او ولد او صدیق ثقۃ وانا الحقۃ کانت احب الیہ من

الدنیا وما فیھا وان اللہ لیدخل علی القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھما (رواہ بیھقی والدیلمی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو فریاد کر رہا ہوتا ہے اور اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اس کے باپ اس کی ماں یا لڑکے یا باوفا دوست کی دعا اسے پہنچے اور جب وہ دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کی قدر منزلت اس کے نزدیک دنیا وما فیھا سے زیادہ ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبروں پر رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے اور مرے ہوؤں کے لئے دوستوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کریں۔

اس حدیث سے مردوں کا دعائے بخشش کا منتظر ہونا اور زندوں کے لئے ہدیے۔ تحفے اور استغفار یعنی دعاء بخشش کا اس کے لئے بہت ہی زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے رب العالمین ہمیں نبی کریم علیہ السلام کے ارشادات پر غور و فکر کی توفیق عطا فرمائے اور عمل کی طاقت بخشے۔

عن عائشۃ ان رجلا قال رسول اللہ ان امی افتلتت نفسھا لم توص و اظنھا لو تکلمت تصدقت

فهل لها ان تصدقت عنها قال نعما (متفق علیہ)

ترجمہ:- ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میری ماں اچانک فوت ہوگئی اور کوئی وصیت نہ کر سکی میرا خیال ہے کہ اگر اسے بولنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ دیتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اُسے اس کا اجر ملے گا نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا بے شک

عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من اھل بیت یموت منھم ویتصدقون عنہ بعد موتہ الا اھدیٰ لہٗ جبرائیل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق ھذہ ھدیۃ اھداھا الیک اھلک فاقبلھا فیدخل علیہ فیفرح بھا فیستبشر ویحزن جیرانہ الذین لا یھدی الیھم شیٔ (رواہ طبرانی فی الاوسط)

ترجمہ:- حضرت انس کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب کوئی شخص کسی گھر سے فوت ہوتا ہے اور گھر والے اس کی طرف صدقہ کرتے ہیں تو جبرائیل امین نور کے تھال پر اسے رکھتے ہیں پھر اس کی قبر کے دہانے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ اے گہری قبر کے رہنے والے یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے تو اسے قبول کر۔ اُس

کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا وہ بڑے غمناک ہوتے ہیں۔

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من مر علی المقابر وقرأ قل ھو اللہ احد احد عشر مرۃ ووھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (رواہ ابو محمد السمرقندی)

ترجمہ: ابو محمد ثمر قندی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ جو شخص قبرستان میں سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اہل قبرستان کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورۂ فاتحہ قل شریف اور الہاکم التکاثر پڑھے پھر یہ کہے کہ الٰہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس مقبرے کے مومن مردوں اور عورتوں کو بخشتا ہوں تو یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی شفاعت کریں گے۔ (رواہ ابو قاسم سعد ابن علی)

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورۂ یٰسین پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہلِ قبور پر تخفیف کر دیتا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زائر قبور کے لئے مستحب
یہ ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پڑھے اور اہل قبور کے لئے
دعا کرے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ نے اس پر نص پیش کی ہے اور تمام
شافعی حضرات اس پر متفق ہیں اور اگر قبر پر قرآن ختم کیا جائے اور
بھی افضل ہے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انصار کا طریقہ تھا جب ان
کا کوئی مر جاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لئے
قرآن پڑھتے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم قبرستان
جاؤ تو سورۂ فاتحہ اور تینوں آخری قل پڑھو پھر اس کا ثواب قبرستان
والوں کو پہنچاؤ۔ وہ انہیں پہنچے گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کبار میں سے ہیں
فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان گیا میں نے دیکھا وہاں
نور چمک رہا ہے میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالےٰ نے قبرستان والوں
کو بخش دیا ہے۔ آواز آئی اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے
جو انہوں نے قبروں والوں کو بھیجا ہے میں نے کہا تمہیں قسم ہے خدا
کی مجھے بتاؤ کہ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے اس نے کہا ایک مومن مرد
نے اس رات اس قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو
رکعت پڑھیں اور ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں
والے مومنین کو بخشا پس اس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے ہم پر روشنی
اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی و فرحت پیدا فرما دی
ہے حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں

اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں مومنین
کو بخشتا۔ ایک رات میں نے نبی کریم کو خواب میں دیکھا فرمایا اے
مالک بن دینار بے شک اللہ نے تجھ کو بخش دیا جتنی مرتبہ تو نے
میری اُمت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اور اتنا ہی تیرے لئے ثواب
کیا ہے نیز اللہ تعالےٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان بنایا
ہے جس کا نام منیف ہے میں نے عرض کیا منیف کیا ہے فرمایا
جس پر اہل جنت بھی جھانکیں۔

حضرت حماد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ
مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر
سو گیا خواب میں میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے
ہیں۔ میں نے کہا کیا قیامت قائم ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں
بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا
ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے بانٹ رہے
ہیں (شرح الصدور)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آرے زیارت وتبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں بایصالِ
ثواب وتلاوت قرآن و دعائے خیر وتقسیم طعام وشیرنی امرِ مستحسن
وخوب امت باجماع علما۔

ترجمہ:- ہاں صالحین کی قبروں کی زیارت اور ان کی قبروں سے
برکت حاصل کرنا اور ایصال ثواب اور تلاوت قرآن دعائے
خیر تقسیم طعام وشیرنی سے ان کی مدد کرنا بہت ہی بہتر اور
خوب ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے (فتاوی عزیزی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام فقہا
کرام نے حکم کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور اعتکاف کرنے
کا ثواب میت کو پہنچتا ہے امام ابوحنیفہ امام مالک امام احمد
بھی اس کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین بن عبدالواحد نے
فرمایا ہے کہ مسلمان قدیم سے شہر جمع ہوکر مردوں کے لئے
قرآن خوانی کرتے ہیں بس اس پر اجماع ہے (تذکرۃ الموتی والقبور)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یاروں اور
دوستوں کو کہہ دیں کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ مرحومی خواجہ
محمد صادق کی روحانیت کے لئے اور ستر ہزار بار ان کی ہمشیرہ مرحومہ
اُم کلثوم کی روح کے لئے پڑھیں اور ستر ہزار کلمے کا ثواب
ایک کی روح کو اور ستر ہزار مرتبہ کلمے کا ثواب دوسرے کی
روح کو بخشیں ۔ دوستوں سے فاتحہ اور دعا کے لئے التماس ہے

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحذیر الناس
میں لکھتے ہیں حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا
آپ نے سبب پوچھا تو بروحِ مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو
دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار
کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمے کے
ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں
کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ
نوجوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض
کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں سو آپ نے اس پر یہ
فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفے کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم
ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفے سے ہوگئی۔

قرآن کریم کی آیات نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے
ارشادات ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے اقوال ۔ فقہائے
عظام اور اولیائے کرام کے فرمودات سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ
ایصالِ ثواب کرنا ۔ قرآن مجید و احادیث کے عین مطابق ہے اس
سے میت کو بے انتہا فوائد حاصل ہوتے ہیں اور زندہ لوگ اپنے
مرے ہوئے ساتھیوں کے لئے ایصالِ ثواب اور دعا کر کے
اپنی مغفرت کا سامان بھی جمع کرتے ہیں اس طرح ان کے درجات
کو بھی اللہ تعالٰے بلند فرماتا ہے ۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ میت کی روح کو چالیس دن تک
اپنے گھر اور مقامات سے خاص تعلق رہتا ہے جو بعد میں نہیں رہتا
چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن پر چالیس
روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ خدا تعالےٰ کی عبادت و
اطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے کہ اس کے
عمل چڑھتے تھے اور وہ کہ جن سے اس کی روزی اترتی تھی روتے
رہتے ہیں (شرح الصدور)

اسی لئے بزرگان نے چالیسویں روز بھی ایصال ثواب کیا کہ
اب چونکہ وہ خاص تعلق منقطع ہو جائے گا لہٰذا ہماری طرف سے
روح کو کوئی ثواب پہنچ جائے تاکہ وہ خوش ہو اور ان سب کی
اصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء حضرت
امیر حمزہؓ کے لئے تیسرے۔ دسویں۔ چالیسویں دن اور چھٹے مہینے
اور سال کے بعد صدقہ دیا۔ (مجموعۃ الروایات حاشیۃ خزائنۃ
الروایات)

توحید و شرک

شرک کے تین مرتبے ہیں۔

۱۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی انسان جن۔ شجر و حجر کو اللہ
یقین کرنا ہی شرک اعظم ہے اور عہد جاہلیت کے مشرکین ہی شرک
کیا کرتے تھے جیسا کہ سورۃ الصّٰفّٰت میں ان کے متعلق ہے۔

واذا قیل لھم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ویقولون
أئنا لتارکوا آلھتنا لشاعر مجنون۔

ترجمہ: جب انہیں یہ بتایا جاتا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی خدا
نہیں تو تکبر کرتے اور کہتے کیا اس شاعر دیوانے کے کہنے پر ہم
اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں (القرآن)

۲۔ یعنی شرک کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ کسی کے متعلق یہ اعتقاد
رکھا جائے کہ وہ مستقل طور پر اور بذات اللہ تعالےٰ کے بغیر کوئی
کام کر سکتا ہے اگرچہ اس شخص کو اللہ نہ مانتا ہو۔

۳۔ یعنی کسی کو عبادت میں شریک کرنا اور یہ ریا ہے اور یہ
بھی شرک کی ایک قسم ہے اب آپ انصاف فرمائیے کہ کوئی
مسلمان کسی کے متعلق خواہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی ہوں
یہ اعتقاد رکھتا ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وہ صاحبان جو

مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں اور وہ تمام آیات جو مشرکین مکہ اور کفار عرب کے حق میں نازل ہوئیں جن کے شرک کی کیفیت مذکور ہو چکی ہے سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں. کیا انہیں خدا کا خوف نہیں. کیا وہ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے خوف نہیں رکھتے. کیا قیامت سے نہیں ڈرتے کہ ایک دن ہم نے اس خالق حقیقی کے سامنے حاضر ہونا ہے وہ آیتیں جو بتوں کے متعلق نازل ہوئیں کچھ حضرات نے انبیاء. اولیاء. شہداء صالحین کے متعلق لگادیں.

اب غور فرمائیں کہ مولانا مودودی تفہیم القرآن میں دورانِ تفسیر بیان کرتے ہیں.

الذین یدعون من دون اللہ سے مراد انبیاء. اولیاء شہداء. صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں جن کو غالی معتقدین داتا. مشکل کشا. فریاد رس. غریب نواز گنج بخش اور نامعلوم کیا کیا قرار دیکر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں اب آپ غور فرمائیں اور مولانا کی تفسیر بالرائے دیکھیں.

حالانکہ جمہور مفسرین کے نزدیک والذین یدعون من دون اللہ سے مراد ان کے بت ہیں کہ جن کو وہ قادر زندہ اور داتا جان کر پرستش کرتے تھے اور جلالین میں بھی من دون اللہ

سے مراد وہم الاصنام ہیں تفسیر کبیر میں اس جملے کی شرح یوں کی ہے.

فاعلم انہ تعالیٰ وصف ھذہ الاصنام بصفات کثیرۃ.

پھر ان کے بتوں کی قدرت کو یوں باطل کرتا ہے لا یخلقون شئی وھم یخلقون کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں سنگ تراش ان کو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں زندگی کا بطلان یوں کرتا ہے اموات غیر احیاء کہ بے جان ہیں حس و حرکت بھی نہیں ان کے علم و دانائی کو یوں باطل کرتا ہے وما یشعرون کہ انہیں جو ضروری بات ہے وہ بھی معلوم نہیں کہ انسان مر کر کب زندہ ہوں گے پھر جب یہ تینوں باتیں نہیں تو ان کی خدائی کیسی اور ان کی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اس لئے خداوند تعالےٰ نے فرمایا الھکم الہ واحد کہ خدا صرف ایک ہی خدا ہے مخالفین ان دلائل توحید سے بند ہو جاتے تھے اور دل میں بھی سمجھتے تھے مگر قوم کی رسم و عادت سے ان کی پرستش نہیں چھوڑتے تھے دل میں توحید نہیں سماتی تھی اور نہ ان کو تکبر پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت دیتا تھا. رب کائنات ان کند ذہن صاحبان کے ذہنوں کو درست کرے جو مشرکین مکہ اور کفار عرب پر نازل شدہ آیات مسلمانوں پر لگا کر شرک کے فتوے دیتے ہیں.

تعارف مدرسہ

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ ضلع چکوال کی ایک معروف دینی درسگاہ ہے جس کا قیام ۱۹۷۲ء میں عمل میں لایا گیا ابتدائی طور پر جامعہ میں قرآن پاک کی تعلیم یعنی حفظ و ناظرہ کا بندوبست کیا گیا لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ادارے میں درسِ نظامی، تجوید و قرأت اور شعبہ دار التصنیف کا اجراء بھی کر دیا گیا نیز طلباء کے لئے میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کا بھی بندوبست کیا گیا۔ جامعہ ہٰذا میں ۷۰ کے قریب بیرونی طلباء اور ۴۰ مقامی طلباء رہائش پذیر ہیں جن کی جملہ ضروریات مثلاً کتب، علاج، خورد و نوش اور رہائش کی تمام تر ذمہ داری جامعہ ہٰذا کے سر ہے جامعہ ہٰذا میں تعلیم و تدریس کے لئے چھ نہایت قابل اساتذہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں علاوہ ازیں بچیوں کی تعلیم کے لئے مدرسۃ البنات بھی قائم ہے جس میں ۷۰ کے قریب بچیاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کر رہی ہیں۔ بچیوں کی تعلیم و تدریس کے لئے ایک معلمہ کو بھی تعینات کیا گیا ہے۔

جامعہ ہٰذا کے زیرِ اہتمام ہر سال مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد کرائی جاتی ہے جس میں ملک کے نامور مشائخ عظام اور علمائے کرام شرکت فرماتے ہیں آپ حضرات سے التماس ہے کہ اس ادارے کی مالی امداد فرما کر خدا کے حضور اپنے درجات بلند کریں۔ (ادارہ)